پوزیشن پیپر

پاکستان میں قانونی امداد

اکتوبر 2015

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پوزیشن پیپر

پاکستان میں قانونی امداد

اکتوبر 2015

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ، ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا ایک تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے قانون اندراج تنظیم مصدرہ 1860 (قانون نمبر 21 بابت 1860) کے تحت، بلا منافع کام کرنے والے ایک ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ: پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں شائع کردہ

اشاعت: اکتوبر 2015

آئی ایس بی این : 978-969-558-533-7

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ
مصنف کا تعارف
خلاصہ
تعارف 13

حصہ اول۔ بین الاقوامی اور علاقائی قانونی فریم ورک۔ بھارت اور سری لنکا کی مخصوص مثالیں 15

- انٹرنیشنل کووننٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائیٹس (آئی سی سی پی آر) International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR) 15
- یورپین کنونشن آن ہیومن رائٹس (ای سی ایچ آر) 15
Europen Convention on Human Rights(ECHR) کے تحت قانونی امداد۔
- قانون امداد کے عمومی حقوق۔ 16
- قانونی امداد کا حق کس مرحلے پر حاصل کیا جائے؟ 16
- قانونی امداد کا وکیل۔ انتخاب اور فرض 17
- جنوبی ایشیا میں قانونی امداد۔ 18
- بھارت میں قانونی امداد 18
- سری لنکا کا نیشنل لیگل ایڈ فریم ورک 21

حصہ دوم۔ پاکستان میں لیگل ایڈ فریم ورک 23

- اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین، 1973۔ 23
- ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹی۔ 23
- پاکستان بار کونسل فری لیگل ایڈ رولز، 1999۔ 24
- پبلک ڈیفنڈر اینڈ لیگل اینڈ آفس، 2009۔ 25
- ڈسٹیچیوٹ لٹیگینٹ فنڈ ز رولز، 1974 26
- مجموعی ضابطہ دیوانی، 1908۔ 26
- مجموعہ ضابطہ فوجداری 1998ء 27

حصہ سوئم۔ ایک فعال اور مستحکم قانونی امداد کا نظام؛ اہم مسائل اور چیلنجز 28

حصہ چہارم۔ سفارشات اور مستقبل کیلئے لائحہ عمل۔ 30

پیش لفظ

پاکستان میں انصاف تک رسائی کا فقدان ایک ایسے بحران میں تبدیل ہو چکا ہے جہاں نظام عدل غربت سے نچلی سطح پر رہنے والے افراد کے گھروں تک پہنچنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ لہٰذا انصاف تک رسائی کو بالخصوص محروم طبقات تک پہنچانے کے لیے یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ نظامِ عدل میں موثر، پائیدار اور مفت خدمات کی رسائی کو شامل کیا جائے۔

پاکستان میں قانون کی حکمران کی حالیہ صورتحال کی روشنی میں، پلڈاٹ نے موجودہ نظام عدل میں مفت قانونی امداد کی خدمات میں اصلاحات لانے اور معاشرے کے محروم طبقات تک انصاف کی رسائی کو بہتر بنانے کے لیے اقدام اُٹھایا ہے۔

یہ پوزیشن پیپر ایک ایسی کاوش ہے جس کے ذریعے پاکستان میں مفت قانونی امداد کے بارے میں حقائق پر مبنی بحث کی گئی ہے۔ مذکورہ پیپر بین الاقوامی اور علاقائی فریم ورکس میں موجود انفرادی مثالوں کے مطالعوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اور پاکستان میں اہم مسائل اور چیلنجز کی نشاندہی کرتے ہوئے، انصاف تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے سفارشات اور حل کو مربوط انداز میں پیش کرتا ہے۔

اظہار تشکر

پلڈاٹ، اس پوزیشن پیپر کی تصنیف میں، ڈاکٹر سہیل شہزاد، ڈین، شعبہ لاء اینڈ ایڈمنسٹریٹو سائنسز، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ جیسے اہم ماہر کی کاوشوں، تعاون اور معاونت کو سراہتا ہے۔

یہ پیپر پلڈاٹ کی جانب سے شائع کیا گیا ہے جس کے لیے اسے، اینہانسڈ ڈیما کریٹک اکاؤنٹیبلٹی اینڈ سوک انگیجمنٹ (ای ڈی اے سی ای) پراجیکٹ Enhanced Democratic Accountability and Civic Engagement (EDACE) project. (کے تحت ڈویلپمنٹ آلٹرنیٹوز (ڈی اے آئی) (Development Alternatives Inc. (DAI) کی معاونت حاصل ہے۔

اظہار برأت

اس پیپر میں پیش کردہ آرا مصنف کی ذاتی ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ پلڈاٹ اور ڈویلپمنٹ آلٹرنیٹوز Development Alternatives Inc (DAI) کی عکاسی کریں۔

اسلام آباد
اکتوبر 2015

مصنف کے بارے میں

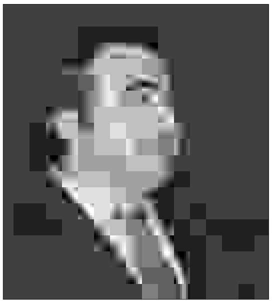

ڈاکٹر سہیل شہزاد ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ میں قانون اور انتظامی علوم کے شعبے میں بطور ڈین اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ 2008 سے لے کر اب تک بانی کی حیثیت سے ڈائریکٹر سکول آف لاء، ہزارہ یونیورسٹی میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہزارہ یونیورسٹی میں بطور چیئرمین مینجمنٹ سائنسز (2007-2008) اور بطور وائس چانسلر بھی (فروری 2014 اگست 2015) اپنے فرائض سر انجام دیئے۔ ڈاکٹر شہزاد نے لاء کالج، یونیورسٹی آف پشاور سے ایل۔ ایل بی اور ایل ایل ایم کی ڈگری حاصل کی جبکہ لندن سکول آف اکنامکس اینڈ پولیٹیکل سائنس (ایل ایس ای)، یو کے سے کرمنل جسٹس اینڈ پالیسی Criminal Justice and Policy میں ایم ایس سی کی ڈگری بھی حاصل کی۔

قانون کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ڈاکٹر شہزاد وسیع علم اور تجربے کے حامل ہیں۔ انہوں نے پشاور بار میں بطور پریکٹیشنرز وکیل کام کیا ہے (1994-1997)؛ لاء کالج، یونیورسٹی آف پشاور میں بطور لیکچرار (1999-2006)، اور ڈیپارٹمنٹ آف لاء، ہزارہ یونیورسٹی میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر (2006-2007) کام کیا ہے۔

اُنہوں نے مقامی اور بین الاقوامی تنظیموں میں مختلف حیثیتوں میں بھرپور انداز میں کام کیا ہے۔ بطور نیشنل ٹیکنیکل سپیشلسٹ، یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام United Nations Development Progamme (یو این ڈی پی)، مالاکنڈ میں قانون کی حکمرانی کو مستحکم بنانے کا پروگرام (ایس آر ایل ایم مئی۔ جولائی 2015)؛ بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر اصلاحی خدمات، کوفے، ڈیپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ، یونائیٹڈ کنگڈم Department for international Development United Kingdom (ڈی ایف آئی ڈی)، پاکستان (دسمبر 2014)؛ اور بطور ٹریننگ سپیشلسٹ، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان Human Rights Commission of Pakistan (اکتوبر 2013) اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

ایسی دیگر تنظیمیں جن میں ڈاکٹر شہزاد نے مختلف حیثیتوں میں کام کیا ان میں امریکن بار ایسوسی ایشن رول آف لاء انیشٹیو فاؤنڈیشن اوپن سوسائٹی انیشٹیو، یو ایس اے پاکستان، American Bar Association Rule of Law Initiative, Foundation Open Society Initiative, USA/Pakistan؛ انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس International Committee of the Red Cross، پاکستان اور خیبر پختونخواہ جیوڈیشنل اکیڈمی، پاکستان، Pakhtunkhwa Judicial Academy. Pakistan شامل ہیں۔

ڈاکٹر شہزاد نے بہت سی تصانیف لکھیں اور بہت سی قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں، ورکشاپس اور سیمیناروں میں بھرپور انداز میں شرکت کی ۔

خلاصہ

یہاں ''قانونی امداد'' کی اصطلاح کا استعمال قانونی معاونت اور معاونتی خدمات کی مختلف شکلوں کے حوالے سے کیا گیا ہے جو مقدمات میں مفلس فریقین کو بنیادی قانونی نظام تک رسائی کے لیے فراہم کی جاتی ہیں۔ قانونی امداد کوئی وکیل انفرادی حیثیت میں فراہم کرتا ہے یا کوئی تنظیم، قانونی امداد کی فرم، محکمے یا غیر سرکاری تنظیم (این جی او) کے ذریعے اسے مفت فراہم کرتی ہے۔

پاکستان میں آبادی کا بڑا حصہ مالی وسائل کی کمی اور قانون اور قانونی حقوق کے بارے میں آگاہی کے فقدان کے باعث باضابطہ قانونی نظام تک رسائی کے قابل نہیں اگرچہ ریاست نے ضرورت مندوں کی نظام عدل تک رسائی کو یقینی بنانے کے لیے قانونی امداد کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے مختلف قواعد وضوابط میں قانونی امداد کی دفعات کو شامل کیا ہے لیکن ابھی بہت سے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ مروجہ قانونی امداد کے نظام کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ قانونی امداد کے لیے کوئی بھی جامع اور منضبط قانونی فریم ورک موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انصاف تک رسائی ابھی بھی پاکستان کے عوام کی اکثریت کے لیے ناقابل حصول ہے۔ پاکستان نے بہت سے بین الاقوامی اقرار ناموں اور معاہدوں کی توثیق کی ہے۔ جن کے مطابق ریاست اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انصاف تک رسائی کو بذریعہ قانونی امداد ہر طرح کے ضرورت مند شہریوں تک پہنچائے۔

پاکستان کے آئین میں پالیسی کے بنیادی اصول پر مبنی باب دوئم کے آرٹیکل 37 (ڈی) میں درج ہے کہ ریاست سے اس امر کی پابند ہے کہ وہ ''سستا اور فوری انصاف'' فراہم کرے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973 کے آئین کے آرٹیکل 10 (اے) میں اس امر کی ضمانت دی گئی ہے کہ ''غیر جانبدارانہ سماعت کا حق'' بنیادی حق ہے۔ ''قانون کے سامنے سب مساوی ہیں'' ایک ایسا بنیادی حق ہے جس کی ضمانت آئین کے آرٹیکل 25 میں موجود ہے۔ پاکستان کے آئین کے ان تینوں حوالوں سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ انصاف تک رسائی ایک بنیادی حق ہے اور ریاست اور حکومت دونوں اس بات کے پابند ہیں کہ وہ ہر فرد کو یہ حق دینے کی یقین دہانی کرائیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ریاست قانونی امداد کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اس مقصد کے لیے تھوڑے بہت فنڈ مختص کرتی ہے مگر خدمات کی فراہمی کے ناقص اور کمزور فریم ورک کی وجہ سے بدانتظامی دیکھنے میں آئی ہے۔

لیگل پریکٹیشنرز اینڈ بار کونسل ایکٹ (Legal Practittioners and Bar Council Act 1973, کی شق 13 (اے-اے) کا تعلق قانونی امداد کی فراہمی سے ہے۔ اس شق کو اس وقت فعال کیا گیا جب 1999 میں پاکستان بار کونسل نے فری لیگل ایڈ کمیٹی رولز 1999 متعارف کرائے۔ فری لیگل ایڈ کمیٹی رولز 1999 کے ذریعے مرکز، صوبوں اور اضلاع میں لیگل ایڈ کمیٹیوں کے قیام کے لیے قانون سازی کی گئی ہے۔ ہر لیگل ایڈ کمیٹی میں وکلاء کی دو فہرستیں موجود ہوتی ہیں۔ وہ وکلاء، جو فلاح عامہ کیلئے خدمات فراہم کرتے ہیں اور وہ جو جزوی اجرت پر خدمات فراہم کرتے ہیں۔ فری لیگل ایڈ کمیٹیز رولز، 1999 کے مطابق پاکستان بار کونسل اور صوبائی بار کونسلوں کے ہر رُکن کو سال میں کم از کم ایک ایسے مقدمہ کے لیے خدمات فراہم کرنا پڑتی ہیں جسے لیگل ایڈ کمیٹی رُکن کے

حوالے کرے۔ فنڈنگ حاصل کرنے کا کوئی مستحکم ذریعہ نہیں ماسوائے یہ کہ زیادہ تر کمیٹیاں پاکستان بار کونسل اور بسا اوقات چند حکومتوں، این جی اوز اور افراد سے فنڈز حاصل کرتی ہیں۔ دی پبلک ڈیفنڈرز اینڈ فری لیگل ایڈ آرڈیننس The Public Defenders and Free Legal 2009 Ordinance ملک میں پائیدار قانونی امداد کے نظام کی جانب ایک بہتر اقدام تھا۔ آرڈیننس کے تحت ایک پبلک ڈیفنڈرز سسٹم کے قیام کی صراحت کی گئی۔ صوبائی سطح پر چیف پبلک ڈیفنڈر اس عہدے پر فائز تھا اور لیگل ایڈ کمیٹیوں کے لیے ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفنڈرز اور ڈیفنڈرز کے دفاتر کے ذریعے قانونی امداد کا نظام چلا رہا تھا۔ تاہم یہ آرڈیننس قانون کی شکل اختیار نہ کر سکا۔

ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیاں (تشکیل اور فرائض) رولز، 2011 ایک اور ایسا ذریعہ ہے جس میں قانونی امداد کی فراہمی کے لیے ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیوں کی صراحت کی گئی ہے۔ مذکورہ قواعد کے تحت، ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹی ضلعی سطح پر قائم ہوتی ہے جس کی قیادت ڈسٹرکٹ اور سیشن جج (ضلعی قاضی) کرتا ہے اور بطور چیئر پرسن کمیٹی کام کرتا ہے۔ دیگر ممبران میں ڈپٹی کمشنر (سیاسی ایجنٹ)، سپرنٹنڈنٹ جیل اور سول سوسائٹی کا ایک نمائندہ شامل ہیں (بطور معاون رکن)

ضابطہ تعزیرات دیوانی اور فوجداری میں بھی قانونی امداد کی دفعات شامل ہیں۔ ضابطہ تعزیرات دیوانی 1908 (سی پی سی) کے حکم نامے 33 کے تحت ''ناداروں'' کے بارے میں قانون وضع کیا گیا ہے بشرطیکہ مدعا علیہ یہ بات ثابت کردے کہ وہ عدالت کی فیس دینے کے قابل نہیں۔ ضابطہ تعزیرات فوجداری 1898 (سی آر پی سی) میں ریاست کے خرچ پر وکیل فراہم کرنے کیلئے صراحت کی گئی ہے۔

دی ڈیسٹیچیوٹ لٹیگینٹ فنڈ ز رولز 1974 Destitute Litigant Fund Rules کے مطابق مفلس شخص کیلئے متعلقہ آئینی امور میں قانونی امداد فراہم کی گئی ہے۔ قواعد کے تحت محروم شخص کی تعریف یہ ہے کہ ایسا شخص دائر کردہ درخواست کے ضمن میں عدالت کی فیس اور دیگر واجبات کی ادائیگی کے قابل نہیں ہوتا۔'' ایسی معاونت کے حصول کے لیے متعلقہ پارٹی ڈپٹی رجسٹرار (جیوڈیشل) یا کسی دوسرے مجاز شخص کو درخواست دیتی ہے۔ ڈپٹی رجسٹرار (یا مجاز شخص) متعلقہ معاملے کی تحقیقات کراتا ہے تاکہ اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ درخواست دہندہ محروم کی تعریف پر پورا اُترتا ہے یا نہیں۔ قواعد کے تحت، حکومت ہر ہائی کورٹ کے لیے فنڈز مختص کرتی ہے۔

مذکورہ بالا گفت وشنید سے یہ بات ہوتی ہے کہ معاشرے کے غریب اور محروم طبقوں کو قانون میں امداد فراہم کرنے کے لیے قواعد اور ضوابط موجود ہیں۔ اس پیپر میں اس موضوع پر تفصیلی بحث شامل ہے کہ آیا موجودہ فریم ورکس ایسے افراد کی ضروریات کو جامع انداز میں پورا کرتے ہیں کہ نہیں جو غریب اور محروم طبقوں کی تعریف پر پورا اترتے ہیں۔

دستیاب شدہ معلومات کے مزید جائزے سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ مذکورہ قواعد وضوابط پر عملدرآمد میں سنگین مسائل درپیش ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ان قواعد وضوابط پر مختلف افراد/ ادارے عمل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، پاکستان بار کونسل، مرکز، صوبوں اور ضلعی سطح پر کمیٹیوں کی کارکردگی اور اپنے

مفت قانونی امداد کے قواعد سے وابستہ ہے۔ جبکہ قانون اور انصاف کمیشن آف پاکستان (ایل جے سی پی) ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیوں (ڈی ایل ای سی،ز) کی نگرانی کرتا ہے۔ عدلیہ، پراسیکیوشن آفس اور قانون کے محکمے کے پاس دیوانی اور فوجداری معاملات ہیں۔ یوں معاونتی خدمات کے امور میں قانونی معاونت کے اپنے طریقہ ہائے کار موجود ہیں۔

لہٰذا مذکورہ بالا بحث سے اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ قانونی امداد فراہم کرنا مختلف ذرائع کی ذمہ داری ہے لیکن اس کے باوجود پاکستانی معاشرے میں مقدمات میں مفلس فریقین کی اکثریت انصاف تک رسائی سے محروم ہے۔

تعارف

یہ پیپر پاکستان میں قانونی امداد کی موجودہ صورتحال، ملک میں قائم قانونی اور انتظامی فریم ورکس اوران پرعمل درآمد میں حائل مشکلات اور چیلنجز مثلاً محروم افراد کو قانونی امداد کی خدمات کی فراہمی جیسے اُمور کومختصراً بیان کرتا ہے۔اس پیپر میں موجودہ اورزائل شدہ قوانین کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ پیپر دوحصوں پر مبنی ہے۔حصہ الف میں قانونی امدادغیر جانبدارانہ سماعت کا حق اورقانونی نمائندگیوں کے ان بین الاقوامی معیاروں کو بیان کیا گیا ہے جومختلف اقرار ناموں، معاہدوں اور دیگر بین الاقوامی طریقہ ہائے کاروں میں موجود ہیں۔اس حصے میں تین جنوب ایشیائی مما لک یعنی پاکستان، بھارت اورسری لنکا میں قانونی امداد کی موجودہ صورتحال کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

حصہ ب میں پاکستان میں قانونی امداد کی خدمات کی حالیہ صورتحال کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس حصے میں مقدمات میں مفلس فریقین کوقانونی امداد فراہم کرتے ہوئے انصاف تک رسائی فراہم کرنے کے لیےمختلف اداروں کے وضع کردہ مروجہ قواعد وضوابط کو بیان کیا گیا ہے۔اس حصے کوذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔جن میں، ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیز رولز، 2001، دی فری لیگل ایڈ رولز، 1999 بابت پاکستان بار کونسل، ری پبلک ڈیفنڈرز آرڈیننس 2009 دی ڈیسچیویٹ لیٹیگیشن فنڈ (The Destitute Litigation Fund) 1974 اورضابطہ تعزیرات دیوانی اورفوجداری کے تحت دیگر دفعات شامل ہیں۔

حصہ ج کا تعلق مروجہ قانونی امداد کے طریقہ ہائے کاروں میں درپیش مختلف مسائل اور چیلنجز سے ہے۔ نیز اُن میں مذکورہ قواعد پرعمل درآمد میں حائل مسائل اور نقائص بیان کیے گئے ہیں۔اس حصے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک بکھرا ہوا قانونی امداد کا نظام محروم افراد کے لیے قانونی نظام تک رسائی کے حصول میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

حصہ ''د'' ملک میں مروجہ قانونی امداد کے نظام میں درپیش مسائل اور چیلنجز کو روکنے کے لیے عمومی سفارشات پیش کرتا ہے تا کہ پالیسی لیول پر انہیں زیرغور لایا جائے۔

حصہ الف

بین الاقوامی اور علاقائی قانونی فریم ورک۔ بھارت اور سری لنکا کی مخصوص مثالیں

انٹرنیشنل کنوینینٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس (آئی سی سی پی آر) (International Convenant on Civil and Political Rights)

قانونی امداد کے حق کو مروجہ بین الاقوامی قانون میں تسلیم کیا گیا ہے۔ انٹرنیشنل کنوینٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس (آئی سی سی پی آر) (International Convenant on Civil and Political Rights) ایک اہم بین الاقوامی قانونی ذریعہ ہے جس کے ذریعے ریاستوں کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے کہ وہ عوام کو قانونی امداد فراہم کریں۔ آئی سی سی پی آر، ز کی دفعات میں قانونی امداد کو، افراد کے خلاف فوجداری الزامات کے تعین میں کم از کم ضمانت دیتے ہوئے بنیادی انسانی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ ان کم از کم ضمانتوں میں، اپنی مرضی سے منتخب شدہ قانونی معاونت کے ذریعے اپنے دفاع کا حق، انصاف کے تقاضوں کے مطابق کسی مقدمے میں فراہم کردہ قانون معاونت اور مفت قانونی معاونت کی فراہمی، بشرطیکہ کسی شخص کے پاس موزوں ذرائع موجود نہ ہوں، شامل ہیں (آرٹیکل-14)

آئی سی سی پی آر میں دی یونائیٹڈ نیشنز جنرل کمینٹ نمبر 28 (The United Nationas General Comment) جو خواتین اور مردوں کے درمیان مساوات سے متعلق ہے، اس امر کو لازم قرار دیتا ہے کہ ریاستی پارٹیز کو ایسے اقدامات اٹھانے چاہئیں جن کے ذریعے بالخصوص خاندانی امور میں خواتین کو قانونی امداد کی مساوی رسائی کو یقینی بنایا جا سکے۔ یو این کے دیگر معاہدوں، عمومی تاثرات اور سفارشات بالخصوص بچوں کے حقوق، نسلی امتیاز، مہاجر کارکنوں کے حقوق اور ہاؤسنگ کے حقوق جیسے مخصوص شعبوں میں بھی مفت قانونی معاونت کی ہدایات دی گئی ہیں۔

وکلاء کے کردار پر یو این کے بنیادی رہنما اُصولوں میں کہا گیا ہے کہ ;

’’حکومت اس بات کو یقینی بنائے کہ غریبوں اور حسب ضرورت دیگر محروم افراد کو قانونی خدمات فراہم کرنے کے لیے موزوں فنڈز اور دیگر ذرائع دستیاب ہوں۔ وکلاء کی پیشہ ورانہ ایسوسی ایشنز، خدمات، سہولتوں اور دیگر وسائل کو منظم کرنے اور ان کی فراہمی کے لیے تعاون کریں گی‘‘ (اصول 3.3)۔

قیدیوں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے یو این سٹینڈرڈ مینیمم رولز (UN Standard Minimum Rules) میں یہ درج ہے کہ ایسا قیدی جس پر مقدمہ نہ چلایا گیا ہو وہ مفت قانونی امداد کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسی قانونی امداد اس مرد یا عورت پر مقدمے کی کاروائی کے لیے درکار ہو۔ یو این رولز فار پروٹیکشن آف جیووینلائز ڈیپرائیڈ جب دیئر لیبرٹی (Juveniles Deprived of Their Liberty) کے تحت زیر حراست یا مقدمہ کی کاروائی کے منتظر نوعمر افراد کے لیے اس حق کی تجدید کی گئی ہے۔

یورپین کنونشن آن ہیومن رائٹس (ای سی ایچ آر) (European Convention On Human Rights) کے تحت قانونی امداد

یورپین کنونشن آن ہیومن رائٹس (ای سی ایچ آر) کا آرٹیکل 6 ’’غیر جانبدارانہ سماعت‘‘ کے حق سے متعلق ہے۔ آرٹیکل 6 (1) عدالت تک رسائی اور آرٹیکل 6 (5) (سی) فوجداری معاملات میں قانونی امداد سے

متعلق ہے۔ آرٹیکل 6 (3) (سی) میں درج ہے کہ ڈیفینڈنٹ کو قانونی امداد فراہم کی جائے گی تا کہ وہ بحیثیت فرد اپنا دفاع کر سکے یا اپنی مرضی کی کوئی قانونی معاونت حاصل کر سکے یا اگر اس کے پاس قانونی معاونت کے لیے مالی وسائل موجود نہیں تو انصاف کے تقاضے کے مطابق اسے مفت امداد فراہم کی جائے''

قانونی امداد کے لیے عمومی حق

انسانی حقوق کی یورپین عدالت

ای سی ایچ آر(ECHR) کے تحت ریاست پر یہ لازم ہے کہ وہ حسب ضرورت متعلقہ افراد کو معاونتی امداد فراہم کرے آرٹیگو واٹلی (Artigov Italy) (1981) 3 ایچ آر آر 1) میں یورپین کورٹ آف ہیومن رائٹس (اب تک بطور عدالت حوالہ دیا گیا) نے یہ فیصلہ دیا کہ قانونی نمائندگی کو عملی اور موثر ہونا چاہیئے۔ اس بات کا بھی اظہار کیا گیا کہ وکیل کو محض نمائندہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ آرٹیکل 6 (3) (سی) میں نامزدگی کی بجائے ''معاونت'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر کوئی وکیل مختلف وجوہات کی بنا پر کارکردگی کے حوالے سے ناکام ہو جائے اور ریاست کو اس امر کی اطلاع ملے تو اسے تبدیل کرنا چاہیئے یا اسے اپنے فرائض ادا کرنے کی ہدایت کرنی چاہیئے۔

بعد ازاں وقوع پذیر مقدمات میں عدالت نے آرٹیگلو کیس (Artigo) کے اثرات کو کم کر دیا۔ کامانیسکو (Kamaniskiv) آسٹریا (1991)، 13 ای ایچ آر آر 1) میں قانونی امداد کی فراہمی میں معیار کے سوال پر عدالت نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگرچہ نامزدگی کافی نہیں لیکن ریاست قانونی امداد دینے والے وکیل کی ہر غلطی کی ذمہ دار نہیں۔ لیکن یہ فیصلہ اس حقیقت پر مبنی تھا کہ کامانیسکی (Kamaniskiv) کے دوران کاروائی، اتھارٹیز کو وکیل کی مبینہ غلطیوں کے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی۔

حالیہ مقدمے میں جب ہتک عزت کا معاملہ اُٹھایا گیا تو عدالت اس حد تک چلی گئی کہ اس نے موقف اختیار کیا کہ قانونی امداد سے انکار کو انصاف سے انکار کے تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (ایریو آئیر لینڈ (Aireyv Ireland)

قانونی امداد کا حق کس مرحلے پر قانونی امداد کا حق حاصل کیا جائے؟

آرٹیکل 6 (3) (سی) کے مطابق فوجداری بنیادوں پر جاری کاروائی میں کسی بھی شخص کو ''قانونی امداد'' کا حق حاصل ہے۔ عمومی طور پر بالخصوص سنگین مقدمات میں الزامات سے قبل اور بسا اوقات ابتدائی تحقیقات مرحلے میں بھی قانونی امداد یا ہدایت کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔

گرانگر یو کے (Granger V UK) میں [(1983) 35 ڈی آر 75] ریاست نے یورپین کمیشن آف ہیومن رائٹس (جس کا اس وقت بطور کمیشن حوالہ دیا گیا) کے سامنے یہ موقف پیش کیا کہ قانونی امداد کا حق اس صورت عطا کیا جائے گا۔ جب یہ امر واضح ہو جائے کہ اس پر عدالتی کاروائی کا انعقاد ہو گا جو کہ کسی فرد پر الزام لگانے کے بعد شروع ہو گی۔ تاہم عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ آرٹیکل 6(1) (عدالت تک رسائی) اور آرٹیکل 6(3) (c) (قانونی امداد) کو ملا کر پڑھنا چاہیئے اور اگر یہ بات کسی غیر جانبدار مشاہدہ کرنے والے کے سامنے آئے کہ مقدمے کی منصفانہ سماعت قانونی مشورے کے بغیر ممکن نہیں تو اس صورت میں دونوں (آرٹیکل 6(1) اور آرٹیکل 6(3)C کے تحت حقوق) کی خلاف ورزی ہو گی۔

گرانگر (Granger) کے اصول میں مزید پیش رفت امیر یو شیوؤ

سوئٹزرلینڈ (Impriosciav Switzerland) [(1994) 17 ای ایچ آر آر441)] میں ہوئی جہاں عدالت نے یہ موقف اختیار کیا کہ آرٹیکل 6(3) (سی) میں کوئی بھی ایسی رکاوٹ موجود نہیں جس سے ریاست قبل از کاروائی مقدمات میں قانونی امداد فراہم نہ کرسکے۔ مگر عدالت نے اسے قانون نہیں بنایا اور یہ مشاہدہ پیش کیا کہ اس بات کا دارو مدار مقدمات کی خصوصی کاروائیوں اور حالات پر ہوگا۔

قانونی امداد کا وکیل۔ انتخاب اور فرض

ای سی ایچ آر میں کہا گیا ہے کہ ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ مقدمے کے دفاع کے لیے فراہم کیا گیا وکیل دفاع کے قابل ہو۔ [ایف۔وی سوئٹزرلینڈ(1989)61 ڈی آر 171] لیکن اس بات کو کمیشن نے مسلسل قائم رکھا کہ قانونی امداد حاصل کرنے والے کو اس بات کا کلی اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنا (خاتون ہو یا مرد) قانونی نمائندہ منتخب کرے [رنجیسینو آسٹریا (Rengeissenv Austria) (1979-1980) 1 ای ایچ آر آر455] ۔اس سوال پہ عدالت نے کروائسینٹ وی جرمنی(Croissant v Germany) 16 [(1993) ای ایچ آر آر135) میں بھی غور کیا۔ جہاں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگرچہ دفاع کرنے والے شخص کو آرٹیکل 6(3) (سی) کے تحت وکیل کے انتخاب کا حق حاصل ہے۔ ''لیکن یہ لازمی طور پر مفت قانونی امداد سے متعلقہ چند حدود کا پابند ہے''

''وکیل صفائی کی تقرری میں قومی عدالتوں کو دفاع کرنے والے کی خواہشات کا یقیناً احترام کرنا ہوتا ہے۔ تاہم وہ ان خواہشات کو اس صورت میں بالائے طاق رکھ سکتے ہیں جب بھرپور اور متعلقہ جواز موجود ہو کہ ایسا کرنا ضروری اور انصاف پر مبنی ہے''

ای سی ایچ آر کے تحت قانونی امداد فراہم کرنے والے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دفاع کرنے والے کی موثر طور پر نمائندگی کرے۔ اس کا لازماً مطلب یہ ہوگا کہ دفاع کرنے والے کی خواہشات اور ہدایات کے مطابق اس کی نمائندگی کرنا۔ لیکن اس قاعدے میں UK v X [(1980)21 ڈی آر126]

جہاں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ دفاع کرنے والا اس بات پر اصرار نہیں کر سکتا کہ اُس کے مقدمہ کی کاروائی غیر اخلاقی انداز میں عمل میں لائی جائے۔

جنوبی ایشیا میں قانونی امداد

بھارت میں قانونی امداد

بھارت کے قانونی طبقے میں قانونی امداد کا تصور 1950 کے اوائل میں منظر عام پر آیا۔ بھارت کے پہلے لاء کمیشن نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی اور اپنی 14 ویں رپورٹ میں تجویز پیش کی کہ مفت قانونی امداد ایک خدمت ہے جسے فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور ریاست کو قانونی امداد کے لیے فنڈز کی فراہمی کے ذریعے اس ذمہ داری پر عمل کرنا چاہیئے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ:

’’اگر قوانین معاشرے کے تمام طبقات کو انصاف کے حصول کے مساوی مواقع فراہم نہیں کرتے تو ان میں تحفظ کی کوئی صلاحیت موجود نہیں اور جب تک ایک غریب انسان کے لیے عدالت کی فیس، ایڈووکیٹ کی فیس اور مقدمہ بازی میں ہونے والے دیگر اخراجات کو پورا کرنے کا انتظام نہیں کیا جاتا، تو اُس وقت تک انصاف کے حصول سے محروم رہتا ہے‘‘

کمیشن نے یہ بھی کہا کہ وکلاء کو خود بھی قانونی امداد کی اسکیموں میں کام کرنے کی ذمہ داری کو قبول کر کے ایک کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے۔

1960 میں بھارت کی یونین گورنمنٹ نے قانونی امداد کے نظام کے لیے اپنی سفارشات پیش کیں۔ لیکن وہ بار آور ثابت نہ ہو سکیں کیونکہ ریاست کی حکومتوں نے فنڈنگ کے لیے کوئی خاصی پیش رفت نہ کی۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے 1972 میں قانونی امداد کے لیے ایک ایکسپرٹ کمیٹی تشکیل دی جس کے چیئرمین جسٹس کرشنا آئر تھے۔ کمیٹی جسٹس کرشنا آئر کمیٹی (Krishna Iyer Committee) کہلائی اور اس نے 1973 میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ۔

’’قانون اور انصاف دو علیحدہ شعبے نہیں رہے اور یہ امر ضروری ہے کہ دونوں مل کر کام کریں تاکہ غریب آدمی کا قانونی نظام پر اعتماد بحال ہو جس کے لیے اسے موزوں قانونی امداد فراہم کی جانی چاہیئے۔

کمیٹی کی سفارشات نے بھارت میں قانونی امداد کے نظام کی بنیاد رکھی۔

کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ قانونی امداد کی کمیٹیوں کے قیام کے لیے ایک جامع منصوبہ وضع کیا جائے اور ان سفارشات کو بھی شامل کیا کہ یونیورسٹیوں میں لاء کلینکس قائم کیے جائیں اور وکلاء کی کمیونٹی کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ قانونی امداد کی اسکیم کے ذریعے معاونت فراہم کریں۔

کرشنا آئر کمیٹی کی سفارشات کے نتیجے میں مفت قانونی امداد کو بھات کے 1950 کے آئین کے آرٹیکل 39 اے کے تحت ایک حق کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ جو اسٹیٹ پالیسی کے قانونی کاروائی کی ہدایات پر مبنی اصولوں کے باب میں درج ہے اور اُنہیں آئین (42 ویں ترمیم) ایکٹ 1976 کے ذریعے شامل کیا گیا ہے۔

آئین کے آرٹیکل 39 اے کے نفاذ کے لیے، 1980 میں بھارت کی حکومت نے قانونی امداد پر عمل درآمد کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ (سی آئی ایل اے ایس) جی کی صدارت جسٹس پی۔ این بھگواتی (Justice PN Bhagvati) نے کی۔ کمیٹی کا کام ملک بھر میں ایک منضبط قانونی امداد کی اسکیم پر عمل درآمد تھا۔

اس امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ 1970 کے آخر میں اعلیٰ عدالتوں نے بھی قانونی نمائندگی کے حق کو تسلیم کیا، اگرچہ یہ محدود انداز میں تھا۔ آئین

کے آرٹیکل 21 جس کا تعلق زندگی اور آزادی کے تحفظ سے ہے، اُس کی تشریح کے ذریعے اسے ایک بنیادی حق قرار دیا گیا۔ بھارت کی سپریم کورٹ نے سنبل باترا۔ بمقابلہ دہلی ایڈمنسٹریشن میں اس اصول کی تجدید کی ہے۔[(1978) ایس سی سی494]

1987 میں پارلیمنٹ نے لیگل سروسز اتھاٹیز ایکٹ (Legal Services Authorities Act 1987) کو پاس کیا جس کے ذریعے پورے بھارت میں قانونی امداد کی خدمات کی فراہمی کو ایک مربوط شکل دینے کے لیے قانونی بنیاد فراہم کی گئی۔ تاہم ایکٹ پر مکمل طور پر عمل درآمد صرف نومبر 1995 میں ہوا۔

نیشنل لیگل ایڈ سروسز اتھارٹیز ایکٹ (National Legal Aid Services Authorities Act 1987) کے ذریعے ایک نیشنل لیگل ایڈ اتھارٹی کے قیام کا خاکہ پیش کیا گیا ہے 1993 میں قائم کیا گیا۔ تاہم یہ صرف 1998 میں فعال رہی۔ ایکٹ کے تحت چار درجوں پر قانونی امداد کی اتھارٹیز اور سروسز کے قیام کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

نیشنل لیگل ایڈ سروسز اتھارٹیز ایکٹ 1987

قومی سطح پر ایک نیشنل لیگل ایڈ سروسز اتھارٹی (این اے ایل ایس اے) قائم کی جائے گی جس کا نگران اعلیٰ چیف جسٹس آف انڈیا ہوگا اور سپریم کورٹ کا ایک ریٹائرڈ جج اس کا ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہوگا۔ این اے ایل ایس اے ایک اعلیٰ ادارہ ہے۔ جسے مذکورہ ایکٹ کی دفعات کے ذریعے قانونی خدمات کی فراہمی کے لیے پالیسیاں اور اصول وضع کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا یہ ادارہ ریاست کی قانونی خدمات فراہم کرنے والیں اتھارٹیز اور این جی او، ز کو قانونی امداد کی اسکیموں اور پروگراموں پر عمل درآمد کے لیے فنڈز اور گرانٹس بھی تقسیم کرتا ہے۔

اسٹیٹ لیگل ایڈ سروس اتھارٹی

ریاستی سطح پر، اسٹیٹ لیگل ایڈ سروس اتھارٹی، متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بطور مدیر اعلیٰ اور ہائی کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج بطور چیف ایگزیکٹو کے ماتحت کام کرتی ہے۔ اسٹیٹ لیگل سروسز اتھارٹی کی تشکیل کا مقصد، سینٹرل اتھارٹی (این اے ایل ایس اے) کی پالیسیوں اور ہدایات کو نافذ کرنا اور عوام کو قانونی سروسز فراہم کرنا، ریاست میں لوک عدالتوں کا قیام ہے۔

ڈسٹرکٹ لیگل سروسز کمیٹی

ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ لیگل سروسز کمیٹی موجود ہوتی ہے اور ڈسٹرکٹ جج بلحاظ عہدہ اس کا چیئرمین ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ لیگل سروسز اتھارٹی ضلع میں قانونی امداد کی اسکیموں اور پروگرامز پر عمل کرتی ہے۔

تالک لیگل ایڈ سروسز کمیٹی

تالکہ کی سطح پر قائم کمیٹی ایک سینئر سول جج بلحاظ عہدہ چیئرمین کے ماتحت کام کرتی ہے۔ تالکہ لیگل ایڈ سروسز کمیٹی تالکہ میں قانونی امداد کی خدمات کو منظّم کرتی ہے اور لوک عدالتوں کا انعقاد کرتی ہے۔

اہلیت کا معیار

1987 کے ایکٹ کے سیکشن 12 میں مفت قانونی امداد کے حصول کے لیے تفصیلی اہلیت کے معیار کو پیش کیا گیا ہے۔ اہل شخص کی تعریف درج ذیل ہے۔

''ہر شخص جو مقدمہ دائر کرے یا اس کا دفاع کرے مذکورہ ایکٹ کے تحت قانونی امداد کا مستحق ہوگا بشرطیکہ وہ:

1- شیڈولڈ کاسٹ یا شیڈولڈ قبیلے کا رُکن ہو یا

2- انسانی سمگلنگ کا شکار ہو یا آئین کے آرٹیکل 23 کے حوالے

سے فقیر ہو

-3 کوئی خاتون یا بچہ یا

-4 ذہنی طور پر بیمار یا بصورت دیگر معزور انسان یا

-5 ایسا شخص جو کسی اجتماعی آفت، لسانی فسادات، ذات پات کے امتیاز، سیلاب، قحط، زلزلے یا صنعتی تباہی وغیرہ جیسے حالات سے متاثر ہو یا

-6 کوئی صنعتی کارکن یا

-7 زیر حراست شخص، بشمول امورل ٹریفک (پری وینشن) ایکٹ (Immoral Traffic (Prevention) Act 1956 کی شق 2 کی دفعہ (g) کے معنوں میں کسی محفوظ گھر میں زیر حراست، یا نوعمروں کے لیے مخصوص گھر میں زیر حراست جیسا کہ دفعہ کا مطلب ہو یا

-8 جیووینائل جسٹس ایکٹ(Juvenile Justice Act) 1986 (53 بابت 1986) کی شق 2 کے مطابق یا مینٹل ہیلتھ ایکٹ،(Mental Health Act) 1987 (14 بابت1987) کی شق 2 کی دفعہ (g) کے معنوں میں سائیکیا ٹرک ہسپتال یا سائیکیاٹرک نرسری ہوم میں موجود ہو۔

-9 9000 روپوں سے کم سالانہ آمدنی یا ریاستی حکومت کی طرف سے مجوزہ کوئی زائد رقم کا حصول بشرطیکہ مقدمہ سپریم کورٹ کے علاوہ کسی عدالت میں پیش ہو اور 12000 روپوں سے کم یا مرکزی حکومت کی طرف سے مجوزہ کوئی زائد رقم، بشرطیکہ مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہو۔''

قانونی امداد فراہم کرنے والی اتھارٹیز درخواست دہندہ کی اہلیت کے تعین کے بعد اور اس کے مقدمے میں موجود تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے سرکاری وکیل فراہم کرتی ہیں اور مطلوبہ عدالت کی فیس اور دیگر تمام جائز اخراجات ادا کرتی ہیں۔ متعلقہ لیگل سروس اتھارٹی کی جانب سے مقدمے کی پیروی شروع ہونے پر قانونی امداد حاصل کرنے والے شخص کو کسی قسم کی فیس یا جزوی رقم نہیں دینی پڑتی۔

کئی سالوں سے مختلف درجوں پر کام کرنے والیں لیگل ایڈ اتھارٹیز نے ایسے کئی پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے جن میں مزید بہتری درکار ہے۔ این اے ایل سی اے نے مذکورہ مسائل کے حل کے لیے کئی اقدامات اٹھائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

-1 لیگل ایڈ سروسز کی تشہیر

-2 این جی او، ز کے ذریعے قانونی خواندگی اور قانونی آگاہی کی مہم چلانا

-3 جیلوں میں لیگل ایڈ سہولتوں کا قیام

-4 ملک کے تمام اضلاع میں کونسلنگ اور کونسیلیئشن سینٹروں کا قیام

-5 معاون قانون دانوں کی تربیت اور لیگل سروسز کے اداروں کے اہم دفاتر میں ان کی شمولیت نیز دیہاتوں میں لیگل ایڈ کلینکس کا قیام اور

-6 سکولوں اور کالجوں میں قانونی خواندگی کے پروگرامز کا انعقاد

1987 کے ایکٹ کے تحت فراہم کردہ اسکیم کافی وسیع ہے اور اس کے مقاصد بہت بلند ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمام مقاصد کا حصول ممکن نہیں۔

این اے ایل ایس اے پر ججوں کے غالب ہونے کی وجہ سے تنقید کی جاتی ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کی وجہ سے حقیقی قانونی امداد یا قانونی خودمختاری کے پروگرامز کے فروغ میں رکاوٹ پیش آتی ہے۔ این اے ایل ایس اے بھارت کے تمام اہل افراد کو اجتماعی اور موثر قانونی امداد کی خدمات کی فراہمی کے قابل نہیں ہوسکی۔ اس کے علاوہ وکلاء کو بہت قلیل واجبات ادا کیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی فراہم کردہ خدمات غیر موثر ہیں۔

سری لنکا کا نیشنل لیگل ایڈ فریم ورک

عوامی جمہوریہ سوشلسٹ ری پبلک آف سری لنکا کے آئین 1978 کے آرٹیکل13 (3) میں مجاز عدالت کی طرف سے غیر جانبدار اور سماعت کے حق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اگرچہ قانونی امداد کے حق کو بظاہر شامل نہیں کیا گیا لیکن آئین کا آرٹیکل 13 قانون کی باضابطہ کاروائی کے لیے طریقہ کار فراہم کرتا ہے۔ آئینی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ مذکورہ آرٹیکلز کو پڑھنے سے قانونی امداد کی پوشیدہ اصطلاح کو سمجھا جاسکتا ہے۔

لیگل ایڈ ایکٹ 1978 کے ذریعے سری لنکا میں قانونی امداد کو اداروں کے طریقہ کار میں شامل کیا گیا اور ایک خودمختار لیگل ایڈ کمیشن (ایل اے سی) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ایل اے سی LAC کے مقاصد کو ایکٹ کے سیکشن 3 میں درج کیا گیا ہے۔

''مستحق افراد کے لیے قانونی مشورے، قانونی اور دیگر کاروائیوں کے انعقاد کے لیے فنڈز کی فراہمی کے ذریعے ایک موثر قانونی امداد کی اسکیم کو چلانا، مستحق افراد کی نمائندگی کے لیے قانون کے اٹارنیز کی خدمات حاصل کرنا، اور ایسی دیگر معاونت فراہم کرنا جو مستحق افراد کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لیے ضروری ہو''۔

ایل اے سی (LAC)، دیوانی اور بنیادی حقوق سے متعلقہ مقدمات اور ایسے مقدمات جو ایک سال سے زائد عرصے تک زیر تفتیش رہے ہوں، میں معاونت اور ضمانت حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ ایل اے سی بنیادی طور پر غیر فوجداری معاملات سے وابستہ ہے۔ جس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ فوجداری مقدمات میں قانونی امداد (کم از کم اصولی طور پر) پہلے ہی سری لنکن ضابطہ تعزیرات کے تحت فراہم کی جاتی ہے۔

ایل اے سی (LAC) 9 اراکین پر مشتمل ہے۔ تین اراکین کو وزیر برائے انصاف تعینات کرتا ہے اور 6 اراکین کو بار کونسل آف سری لنکا اپنے اراکین میں سے نامزد کرتی ہے (بار ایسوسی ایشن آف سری لنکا کی گورننگ کونسل)

ایل اے سی، ضلعی یا مقامی کمیٹیوں یا کلینکس کے ذریعے قانونی امداد فراہم کرتی ہے۔ ایل اے سی، نیشنل لیگل ایڈ سکیم کے انتظام اور کام اور فنڈز کی تخصیص کے لیے رہنما اصول کا تعین کرتی ہے۔ اس امر کو زیر غور رکھا جاتا ہے کہ محروم افراد کو قانونی امداد فوری طور پر اور آسانی سے میسر آنے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔

لیگل ایڈ ایکٹ 1978 کے تحت بھی لیگل ایڈوائزری کونسل قائم کی گئی ہے جس کا مقصد وزیر اور ایل اے سی کو ''قانونی امداد کی خدمات، نوعیت، دائرہ کار اور وسعت'' سے آگاہ کرنا ہے۔ نیز ایل اے سی (سیکشنز 16-14) کی ارسال کردہ رپورٹس کا جائزہ لینا اور ان پر اپنے تاثرات کا اظہار کرنا بھی مذکورہ مقاصد میں شامل ہے۔ کونسل کو چیف جسٹس تشکیل دینا ہے جو بلحاظ عہدہ اس کا چیئرمین ہے۔ کونسل 30 اراکین پر مشتمل ہے۔ ایڈوائزری کونسل میں لیگل ایڈ کمیشن کے 9 اراکین شامل ہیں۔ جبکہ 3 اراکین کو بار ایسوسی ایشن آف سری لنکا نامزد کرتی ہے اور 6 اراکین کی نامزدگی چیف جسٹس (عدلیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے) سرانجام دینا ہیں۔ بقیہ 12 اراکین کو وزارتِ انصاف نامزد کرتی ہے تاکہ قانونی امداد کی فراہمی میں دلچسپی کے حامل گروہوں کی نمائندگی ہو سکے۔ ایڈوائزری کونسل کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر چھ ماہ بعد اپنے اجلاس کا انعقاد کرے۔

اگرچہ ایل اے سی (ALC) کا بنیادی مقصد قانونی امداد ہے، لیکن اس کی ذمہ داریوں کا دائرہ کار قانونی امداد کی خدمات کی فراہمی سے بڑا ہے۔ اس میں قانونی آگاہی، تربیت اور اصلاحات کے پہلو بھی شامل ہیں۔ ایل اے سی قانون کے شعبے سے متعلقہ افراد اور ''خصوصی ضروریات'' کے حامل

سرکاری ممبران کے لیے قانونی کی تعلیم کے پروگراموں کے انعقاد اور تجرباتی پروگرامز‘ لاء کلینکس اور خصوصی پراجیکٹس کے فروغ پر بھی کام کرتی ہے۔

لیگل ایڈ ایکٹ Legal Aid Act کے تحت ایک ایسا لیگل ایڈ فنڈ قائم کیا گیا ہے جسے ایل اے سی کنٹرول کرتی ہے اور اسے فعال بناتی ہے۔ فنڈ، ریاست اور دیگر ڈونرز سے حاصل شدہ رقوم پر مشتمل ہوتا ہے اور اسے ایل اے سی کے کام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ فنڈ کے آغاز سے سری لنکن حکومت نے اُس میں محض درمیانے انداز میں رقوم فراہم کی ہیں جبکہ فنڈ کا بڑا حصہ بین الاقوامی ڈونرز فراہم کرتے ہیں۔

ایل اے سی سری لنکا کے تمام علاقوں میں قانونی امداد کی سرگرمیوں کو موثر انداز میں پھیلا رہی ہے حالانکہ ایکٹ کے نفاذ سے قبل بہت سی قانونی سرگرمیاں صرف کولمبو کے علاقے تک محدود تھیں۔ یہ بہت ہی جامع پروگرام ہے اور روایتی قانونی امداد کی خدمات کے ساتھ ساتھ مزید کام کر رہا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے شعور میں اضافے کی سرگرمیاں (قانونی حقوق پر) اور کلینکل ایڈ ایجوکیشن پروگرام شروع کیے جاتے ہیں۔

تمام ایسی آئینی دفعات کو ملایا جائے تو ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کم از کم مفلس افراد کو جائز امور میں مفت قانونی امداد فراہم کرے۔

حصہ ب

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین 1973

اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973 کا آئین ریاست پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ بغیر کسی امتیاز کے سستا اور فوری انصاف فراہم کرے۔ حقوق انسانی کے بین الاقوامی معیاروں کے مطابق اس امر کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ انسانی ترقی کے لیے سستا اور فوری انصاف اور غیر جانبدارانہ سماعت کا حق انتہائی ضروری ہیں۔

غیر جانبدارانہ سماعت کے حق میں ایسے حقوق مثلاً قانون کے سامنے سب کا مساوی تحفظ اور قانونی فورم پر دفاع کرنے کا حق، شامل ہیں۔ حقیقتاً ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بغیر کسی امتیاز کے، تمام افراد کو سستا، فوری، قابل رسائی انصاف کے حصول کا حق فراہم کرے۔ تاہم، غیر جانبدارانہ سماعت کا حق اور اسی طرح قانونی امداد کے حصول کے لیے ایسی جامع اور مربوط کوششوں کی ضرورت ہے جس کے ذریعے نہ صرف ریاستیں اور حکومتیں قانونی امداد فراہم کریں بلکہ قومی اور بین الاقوامی این جی اوز بھی اس کام میں شریک ہوں۔

ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹی

ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیز (تشکیل اور فرائض) رولز، 2014 کا نفاذ ''ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیوں'' کی تشکیل کے لیے عمل میں لایا گیا، جن کا کام ''لیگل ایمپاورمنٹ فنڈ ونڈو آف ایکسیس ٹو جسٹس ڈویلپمنٹ فنڈ'' (Legal Empowerment Fund Window of Access to Justice Development Fund) اور وفاقی، صوبائی اور مقامی حکومتوں کی دیگر گرانٹس اور عطیات کے تحت فنڈز کو استعمال میں لاتے ہوئے قانونی امداد فراہم کرنا ہوگا۔ مذکورہ قواعد کو قانون اور انصاف کمیشن آف پاکستان آرڈیننس 1979 کی دفعہ 9 کے تحت تشکیل دیا گیا اور بذریعہ ایس آر او نمبر 684 (10)/2011/ مورخہ 2 جولائی 2011 کو ان کا نوٹیفکیشن دیا گیا۔

مفلس شخص کی تعریف

قواعد کی شق 2 (سی) کے تحت ایسا شخص جو بصورت دیگر اپنے مالی وسائل کی وجہ سے مقدمہ بازی میں اپنے حقیقی قانونی حقوق کے تحفظ کے لیے قانونی امداد کے حصول کے قابل نہ ہو، مستحق شخص کہلائے گا۔''

کمیٹی کی تشکیل

ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹی (ڈی ایل ای سی) کی نمائندگی ضلعی سطح پر ہوتی ہے۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج یا ضلعی قاضی کمیٹی کا چیئرمین ہوتا ہے جو اپنے متعلقہ ضلع میں کمیٹی کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ کمیٹی کے دیگر اراکین میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن جیل اور سول سوسائٹی سے منتخب نمائندہ شامل ہوتا ہے۔

مفلس مقدمہ بازوں کی معاونت

ڈی ایل ای سی (DLEC) مقدمات میں مفلسی فریقین کو قانونی امداد کی فراہمی کے لیے فنڈز فراہم کرتی ہے۔ اس معاونت میں وکلاء کی فیس، کورٹ فیس، نقول کے چارجز، طریقہ کار وغیرہ شامل ہیں۔ ڈی ایل ای سی درج ذیل ادائیگیوں کے لیے فنڈز فراہم کرتی ہے۔ وکلاء کی پیشہ ورانہ فیس، کورٹ فیس، نقول کے چارجز اور دیگر ایسے واجبات جنہیں کمیٹی ضروری خیال کرے۔

پینل کے وکلاء کی فہرست

ڈی ایل ای سی لیگل پریکٹیشنرز کی ایک فہرست تیار کرے گی۔ پینل کی تقرری صوبائی بار کونسل، ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن اور متعلقہ ہائی کورٹ

کے چیف جسٹس کی منظوری سے عمل میں لائی جائے گی۔

پینل میں شامل وکلاء کی کارکردگی کا جائزہ

ڈی ایل اے سی کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ سالانہ بنیادوں پر پینل میں شامل وکلاء کی کارکردگی کا جائزہ لے۔ اس کے پاس ان مقدمات کے حوالے سے تصدیق کے اختیارات ہیں جو لیگل پریکٹیشنز کے حوالے کیے جاتے ہیں اور ان کا ریکارڈ متعلقہ عدالت کے پاس موجود ہوتا ہے۔

ڈی ایل اے سی کو درخواست

کوئی بھی مستحق شخص ڈی ایل اے سی کو درخواست دے سکتا ہے۔ کمیٹی ایسی درخواست کی اہلیت کا جائزہ لینے کے بعد درخواست دہندہ کی اہلیت کا تعین کرتی ہے۔ کمیٹی ایسے مقدمات کو فہرست میں شامل وکلاء کے حوالے کرے گی۔

ڈی ایل اے سی کی فنڈنگ

اسی کمیٹی کے لیے فنڈنگ کا ذریعہ لیگل ایمپاورمنٹ فنڈ اور وفاقی، صوبائی اور مقامی حکومتوں کی طرف سے دیگر عطیات اور گرانٹس پر مبنی ہے۔

پاکستان بار کونسل فری لیگل ایڈ رولز 1999

لیگل پریکٹیشنرز اینڈ بار کونسل ایکٹ 1973 کی شق 13 (آئی۔اے) میں قانونی امداد کی خدمات کے لیے قواعد وضع کیے گئے ہیں یہ شق 1999 میں فعال ہوئی جس وقت فری لیگل ایڈ کمیٹیوں کا نوٹیفکیشن دیا گیا۔

لیگل ایڈ کمیٹیوں کا آئین

فری لیگل ایڈ کمیٹیاں مرکز، صوبوں اور مقامی درجوں پر لیگل ایڈ کمیٹیوں کے قیام کے لیے وضع کی گئی ہیں۔

سینٹرل فری لیگل ایڈ کمیٹی

سینٹرل لیگل ایڈ کمیٹی پاکستان بار کونسل کے 5 منتخب اراکین پر مشتمل ہے جن میں سے کم از کم ہر صوبے سے کم از کم ایک رکن شامل ہوگا۔

صوبائی فری لیگل ایڈ کمیٹی

صوبائی لیگل ایڈ کمیٹیاں متعلقہ صوبے کی پاکستان بار کونسل کے دو اراکین۔ جن کی نامزدگی پاکستان بار کونسل کرتی ہے اور صوبائی بار کونسل کے دو اراکین جنہیں اندرونی طور پر نامزد کیا جاتا ہے اور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اور ہائی کورٹ بینچز اور سرکٹس کے صدور پر مشتمل ہوتی ہے۔

ڈسٹرکٹ فری لیگل ایڈ کمیٹی

ڈسٹرکٹ کمیٹی متعلقہ ضلع سے صوبائی بار کونسل کے ایک رکن اور متعلقہ ضلع کی ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر اور سیکرٹری پر مشتمل ہوتی ہے۔

وکلاء کا پینل

تمام کمپنیوں کو وکلاء کے دو اقسام کے پینل رکھنا ہوتے ہیں۔ ان میں وہ وکلاء شامل ہیں جو بغیر فیس کے رضا کارانہ سروسز فراہم کرتے ہیں اور وکلاء جو فیس لے کر یا اس کا ایک حصہ لے کر خدمات فراہم کرتے ہیں۔

سال میں ایک مقدمے کی شرط

قواعد کے تحت پاکستان بار کونسل اور صوبائی بار کونسلوں کا ہر رکن ہر سال کمیٹی کی طرف سے اس کو سونپا گیا ایک مقدمہ فری قانونی امداد کے تحت چلائے گا۔

فنڈنگ کا ذریعہ

فری لیگل ایڈ کمیٹیوں کو پاکستان بار کونسل اور حکومت، این جی او، زیا افراد کی طرف سے دیگر گرانٹس عطا کی جاتی ہیں۔

پبلک ڈیفینڈر اینڈ لیگل ایڈ آفس آرڈیننس 2009 (Public Defender and Legal Aid Office Ordinance

پبلک ڈیفنڈرز اینڈ فری لیگل ایڈ آرڈیننس 2009 مفت قانونی امداد فراہم کرنے کا ایک اور طریقہ کار ہے۔ آرڈیننس قانونی شکل اختیار نہ کر سکتا لیکن اس کے ڈھانچے کی وضاحت اہم ہے۔

پبلک ڈیفنڈرز کے دفاتر کی تشکیل

پبلک ڈیفینڈر کا دفتر، چیف پبلک ڈیفینڈر، ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈرز اور ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈرز پر مشتمل ہے۔

پبلک ڈیفنڈرز کی تقرری

چیف پبلک ڈیفینڈر، ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈرز اور ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفنڈرز کو حکومت تعینات کرتی ہے۔

پبلک ڈیفنڈرز کا عہدہ

چیف پبلک ڈیفینڈر دفتر کا صوبائی ہیڈ ہے۔ اس کی عمر 45 سال سے کم نہیں ہوگی اور اس کے پاس بطور ایڈووکیٹ سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ 15 سال کام کرنے کا تجربہ ہوگا نیز اعلی کارکردگی کے حوالے سے وہ بہترین ساکھ کا حامل ہوگا۔ ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈرز اور ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈر کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے حوالے سے چیف پبلک ڈیفینڈر کو رپورٹ دینا ہو گی۔

چیف پبلک ڈیفینڈر

چیف پبلک ڈیفینڈر حکومت کی نگرانی اور کنٹرول کے تحت دفتر کی مجموعی انتظامیہ اور نظم و نسق کا ذمہ دار ہوگا۔ وہ ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈر اور ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈر کے لیے کام مختص کرے گا، حکومت کے ساتھ معلومات کا تبادلہ کرے گا، ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈرز ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈرز اور پبلک ڈیفینڈرز کی کارکردگی کا جائزہ لے گا۔ چیف پبلک ڈیفینڈر عدالت میں رسمی اظہار پیش کر سکتا ہے، مفلس شخص کے مقدمے میں قانونی مشورہ دے سکتا ہے اور مفلس شخص کے مقدمات کو ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈر، ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈر اور پبلک ڈیفینڈر کو سونپ سکتا ہے۔

ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈر

ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈرز کو حکومت تعینات کرتی ہے اور انہیں بطور ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کام کرنے کا کم از کم 7 سالہ تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈرز کا کام چیف اور ایڈیشنل ڈیفینڈرز کو معاونت فراہم کرنا ہے اور مفلس افرد کی نشاندہی کے لیے جیلوں کے دورے کرنا، عدالت میں ان کی نمائندگی کرنا اور ان کی اہلیت کا بطور مفلس شخص تعین کرنا ہے۔

پبلک ڈیفینڈرز

حکومت ہر تحصیل میں مخصوص ضلع میں کام کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم ایک پبلک ڈیفینڈر تعینات کر سکتی ہے۔ پبلک ڈیفینڈرز عدالت میں کسی مفلس شخص کی نمائندگی کرتے ہیں، اُسی کی اہلیت کا تعین کرتے ہیں، انہیں قانونی امداد فراہم کرتے ہیں اور ڈسٹرکٹ پبلک ڈیفینڈرز کے فرائض کی ادائیگی میں ان کی کارکردگی کی نگرانی کرتے ہیں۔

قانونی امداد کے لیے درخواست

ایسا شخص جو مفلس شخص ہونے کا دعوی کرے تو اسے قانونی امداد کے حصول کے لیے حکومت یا چیف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اور پبلک ڈیفینڈر کو درخواست دینا پڑتی ہے۔ بصورت دیگر اگر کوئی مفلس شخص جیل میں قید ہو تو وہ بذریعہ سپرنٹنڈنٹ جیل اپنی درخواست ارسال کر سکتا ہے۔ اگر مفلس شخص کی عمر 18 سال سے کم ہو تو قانونی امداد کے لیے اسی کی درخواست کو اسی کے فلاح میں دلچسپی رکھنے والا کوئی بھی شخص جمع کرا سکتا ہے۔ ایسی درخواست کے ساتھ ایک حلفیہ بیان منسلک کیا جائے گا جو اس بات کا ثبوت ہو گا کہ متعلقہ شخص مفلس ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کی مفلسی کے تعین کے لیے مزید کسی انکوائری کی ضرورت نہیں ہوگی۔ عدالت بھی ڈیفینڈر کو یہ ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ کاروائی کے کسی مرحلے پر مفلس شخص کو عدالت میں پیش کرے۔

رپورٹنگ

پبلک ڈیفینڈرز، ڈسٹرکٹ ڈیفینڈرز کو رپورٹ پیش کریں گے جو اسے ایڈیشنل پبلک ڈیفینڈر کو ارسال کرے گا اور وہ مزید اس رپورٹ کو چیف پبلک ڈیفینڈر کو ارسال کرے گا۔ چیف پبلک ڈیفینڈر مالی سال کے اختتام کے تین مہینوں کے اندر حکومت کو سالانہ آڈٹ رپورٹ جمع کرائے گا۔

ڈیسٹیٹیوٹ لیٹیگینٹ فنڈ رولز 1974 (Destitute Litigant Fund Rules)

ڈیسٹیٹیوٹ لیٹیگینٹ فنڈ رولز 1974 مقدمات میں ملوث محروم افراد کو آئینی معاملات میں قانونی معاونت فراہم کرتے ہیں۔

محروم شخص کی تعریف

قواعد کے مطابق ایسا شخص محروم کہلائے گا جس کے پاس درخواست دائر کرنے کے لیے عدالت کی فیس یا دیگر چارجز کی ادائیگی کے ذرائع موجود نہ ہوں (آئینی درخواست)

معاونت کے لیے درخواست

کوئی بھی شخص ڈپٹی رجسٹرار (جوڈیشنل) یا کسی دیگر مجاز شخص کو قواعد کے تحت معاونت کے حصول کے لیے درخواست جمع کرا سکتا ہے۔ ڈپٹی رجسٹرار یا مجاز شخص اس معاملے میں انکوائری کرائے گا اور اطمینان کر لینے کے بعد درخواست قبول کرے گا۔

قواعد کے تحت، فنڈ سے معاونت حاصل کرنے کے لیے درخواست دہندہ کو اپنی درخواست کے ہمراہ اپنی منقولہ اور غیر منقولہ املاک دونوں کا جدول منسلک کرنا ہوگا۔ جس میں املاک کی لاگت کا تخمینہ شامل ہو گا نیز آمدنی کے کسی دوسرے ذریعے کا بھی اظہار کرنا ہو گا۔ اس کے ساتھ تحریری درخواست اور منسلکہ جات کی نقول اگر انکوائری آفیسر درخواست دہندہ کی جانب سے پیش کردہ ثبوت سے مطمئن نہ ہو تو وہ متعلقہ کلیکٹر سے درخواست دہندہ کے محروم ہونے سے متعلقہ دستاویز کی رپورٹ طلب کر سکتا ہے۔

فنڈنگ کے ذرائع

قواعد کے تحت، حکومت محروم افراد کی معاونت کے لیے ہر ہائی کورٹ کے لیے فنڈ مختص کرے گی۔

ضابطہ تعزیرات دیوانی 1908

ضابطہ تعزیراتِ دیوانی 1908 (حکم نامہ 33) میں مقدمہ میں شامل ایسے افراد کے لیے وکیل کی تعیناتی کے لیے طریقہ کار وضع کیا گیا ہے جو نادار ہو۔

سول کورٹ ازخود یہ طے کرتی ہے کہ مقدمہ میں ملوث شخص نادار ہے یا نہیں۔

ضابطہ تعزیرات فوجداری 1898

ضابطہ تعزیرات فوجداری 1898 کی شق 340 میں ریاست کی طرف سے سرکاری وکیل کی فراہمی کو بیان کیا گیا ہے۔ سزائے موت کے جرم میں سزائے موت کے کسی ملزم کو ریاستی خرچ پر قانونی معاونت کی فراہمی کے لیے ہائی کورٹ رولز (والیم v، باب 4 ای) میں بھی صراحت کی گئی ہے۔

حصہ ج۔ ایک فعال اور مستحکم قانونی امداد کا نظام: اہم مسائل اور چیلنجز

پاکستان میں قانونی امداد کی صورتحال کے مجموعی تجزیے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قانونی امداد ایک ایسا شعبہ ہے جسے نظرانداز کیا گیا ہے۔قوانین ضوابط موجود ہیں لیکن جب انہیں قابل عمل موثر اور صلاحیت کی کسوٹی پر جانچا جائے تو ان میں بہت بڑے نقائص سامنے آتے ہیں۔

ایسے قانونی عوامل جنہیں معاشرے کے غریب اور محروم طبقوں کی انصاف تک رسائی کے لیے تشکیل دیا جاتا ہے، اہم مسائل سے دوچار ہیں اور بسا اوقات ان پر عمل درآمد میں روکاوٹ پیش آتی ہے۔

مناسب اور مسلسل فنڈنگ کا مسئلہ

قانونی امداد کی خدمات کی فراہمی کی اولین شرط فنڈز کی موزوں اور مسلسل فراہمی ہے۔مناسب فنڈنگ کی عدم موجودگی میں قانونی امداد کی فراہمی میں تسلسل اور پائیداری ممکن نہیں۔ پاکستان میں فنڈنگ بہت کم ہے اور ضرورت سے بہت کم ہے۔مزید برآں قانونی امداد کے نظام میں موجود کمزوریوں اور اس کے فریم ورک میں درپیش مسائل کے باعث، ریاست کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز عوام تک براہ راست نہیں پہنچتے لہٰذا جو فنڈنگ دستیاب ہے وہ بھی محروم افراد کی تعداد کی تناسب سے اُن کے لیے سودمند ثابت نہیں ہوتی۔

2- قانونی امداد کے مناسب طریقہ کار کا فقدان

حالانکہ وکلاء بار ایسوسی ایشنز اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں (سی ایس او، ز) محروم افراد کو قانونی امداد دینے میں دلچسپی رکھتی ہیں لیکن قانونی امداد کو منظم طریقے سے مفلس لوگوں تک پہنچانے کا کوئی موزوں طریقہ کار موجود نہیں یہی وجہ ہے کہ عوام قانونی خدمات کی فراہمی کے لیے، قانونی امداد فراہم کرنے والوں کی منشا پر دارومدار رکھنا پڑتا ہے۔قواعد زیادہ تر جامع ہیں یا مذکورہ کام پر فائز شخص / کمیٹی اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے قواعد کی تشریح نہیں کرتے۔

3- وکلاء کی رضاکارانہ خدمات پر اکتفا کیا جاتا ہے

بہت سی تنظیمیں جو مفت قانونی امداد کو مفلس افراد تک پہنچانے کا دعویٰ کرتی ہیں وہ ذاتی طور پر وکلاء کی رضاکارانہ خدمات پر دارومدار رکھتی ہیں۔ دستیاب شدہ فنڈز زیادہ تر استعمال میں نہیں لائے جاتے جیسا کہ ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ کام میں طویل رسمی کاروائیاں پوری کرنا ہوتی ہیں۔قواعد فنڈز کے استعمال کے لیے کوئی موزوں طریقہ کار فراہم نہیں کرتے۔

4- کمزور فراہمی

مفلس افراد کی ضروریات کے مطابق قانونی امداد فراہم کرنے والوں کی موجودہ صلاحیت بہت کم ہے۔اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ آبادی کا بہت چھوٹا طبقہ قانونی امداد کے ذریعے انصاف کے نظام تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

5- فراہم کنندگان کے درمیان رابطے اور تعاون کا فقدان

قانونی امداد فراہم کرنے والے مختلف فراہم کنندگان کے درمیان رابطے کا فقدان ہے اور ہر فراہم کنندہ دوسرے سے علیحدہ، انفرادی حیثیت میں کام کررہا ہے۔

6- نگرانی اور رپورٹنگ کے طریقہ کار کا فقدان

کام کرنے کے واضح طریقہ ہائے کاروں، موزوں نگرانی، رپورٹنگ اور

جائزے کے عمل کا فقدان ہونے کی وجہ سے عوام کو فراہم کردہ قانونی امداد کی خدمات کی وسعت اور معیار کا جائزہ لینا ممکن ہے۔

7- عوام اور وکلاء کے درمیان شعور کی کمی

آبادی کے غریب اور پسماندہ طبقات حتیٰ کہ بسا اوقات وکلاء کمیونٹی میں بھی اکثر مقدمات کے حوالے سے قانونی حقوق قانونی امداد اور ازالوں کے حوالے سے آگاہی کا فقدان ہوتا ہے۔

8- اہلیت کے معیار کی کمی

قانونی امداد کے حصول کے لیے واضح اہلیت کے معیار کا مجموعی فقدان ہے۔مختلف قوانین مختلف معیار فراہم کرتے ہیں جو زیادہ تر ضرورت مند شخص کی مالی حیثیت سے متعلق ہوتے ہیں۔کسی شخص کی مالی پوزیشن کا تعین کیسے کیا جائے یہ ایک مشکل معاملہ ہے۔

9- قانونی امداد کی منظّم تعریف کا نہ ہونا

پاکستان میں قانونی امداد کے لیے کوئی تسلیم شدہ منظّم تعریف موجود نہیں۔ عام طور پر قانونی امداد کو مقدمات کی کاروائی میں معاونت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ پبلک ڈیفینڈرز آرڈیننس میں قانونی مشورے کو قانونی امداد کی تعریف میں شامل کیا گیا ہے لیکن اسے بطور قانون وضع نہ کیا جا سکتا۔اس بات میں اتفاق رائے موجود نہیں ہیں کہ کسی مرحلے پر مقدمہ میں ملوث مستحق افراد کو قانونی معاونت کے لیے کمیٹی کے پاس جانا چاہیئے ۔آیا ایسا عمل عدالت کی طرف سے کاروائی شروع کرنے سے پہلے شروع کیا جائے یا بعدازاں؟

10- نگرانی اور جائزے کے طریقہ کار کا فقدان

قانونی امداد کے قواعد، خدمات کی غیر جانبدارانہ فراہمی اور معیار کو برقرار رکھنے کی خاطر ملک میں ایک مضبوط نگرانی کے نظام کے قیام کی صراحت نہیں کرتے ۔ چند ایسی دفعات موجود ہیں جن میں قانونی امداد فراہم کرنے والے وکلاء کی کارکردگی کے جائزے اور مقدمات کی کاروائی پر نظر ثانی کو بیان کیا گیا ہے لیکن اس مقصد کے لیے موزوں نگرانی اور تجزیے کا نظام وضع نہیں کیا گیا۔

11- رپورٹنگ طریقہ کار کا فقدان

ماسوائے پبلک ڈیفینڈرز آرڈیننس جو رپورٹنگ سسٹم فراہم کرتا ہے، بقیہ رپورٹنگ سسٹم کی صراحت نہیں کرتے۔

12- حوالے کے نظام کا فقدان

قانونی امداد کا نظام واضح منظّم حوالے کا نظام فراہم نہیں کرتا۔ زیادہ تر مقدمات کو قانونی امداد کے لیے ججز یا جیلوں میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ امر بالخصوص ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹی سے متعلق ہے۔

13- مقدمہ میں ملوث محروم افراد کے لیے سکریننگ کے طریقہ کار کا فقدان

قواعد میں مستحق افراد کی سکریننگ اور مقدمات کے انتخاب کے لیے معیار اور طریقوں کے حوالے سے موزوں تفصیلات اور رہنمائی کا فقدان ہے۔

14- درخواست کی وصولی کے لیے موزوں نظام کا فقدان

مختلف قواعد عوام کے لیے درخواستیں جمع کرانے کے لیے مختلف طریقے متعارف کرواتے ہیں لیکن کسی کمیٹی نے درخواستیں وصول کرنے کے لیے کوئی نظام قائم نہیں کیا۔

حصہ د ۔ سفارشات: مستقبل کے لیے لائحہ عمل

1- ایسی تنظیموں کے دائرہ کار، وسعت اور معیار میں بہتری لانے کی ضرورت ہے جو قانونی امداد کی خدمات فراہم کرتی ہیں۔ بار ایسوسی ایشنوں، بنچ اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے مابین موزوں رابطے کے طریقہ کار کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ موزوں قانونی امداد فراہم کرنے کے لیے تنظیموں کی صلاحیت میں اضافے کے لیے ان کے تفصیلی جائزے کے ساتھ ساتھ ورکنگ ماڈل کے فروغ کی ضرورت ہے۔

2- فراہم کی جانے والی خدمات کی صلاحیت اور احتساب کو بہتر بنانے کے لیے موزوں نگرانی اور جائزے کے طریقے کاروں کی ضرورت ہے۔

3- قانونی حقوق کے حصول کے لیے فورمز کی دستیابی وہ اہم عوامل ہیں جن کے فقدان کی وجہ سے انصاف کے نظام میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا لیگل ایڈ سینٹرز اور لیگل ایڈ ڈیسکس کو ہر بار ایسوسی ایشن کی سطح پر قائم کرنا چاہیئے اور ان کی مناسب طور پر تشہیر ہونی چاہیئے۔ مزید یہ کہ قانونی حقوق کے بارے میں عوامی کی آگاہی کے لیے آگاہی مہموں کا آغاز کرنا چاہیئے اور بالخصوص غریب اور پسماندہ طبقوں کے لیے موزوں طریقوں کاروں کو منظم کرنا چاہیئے

4- موزوں ریکارڈ کیپنگ کا فقدان ایک ایسا سنجیدہ چیلنج ہے جو اس شعبے میں اصل صورتحال کے جائزے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے لہذا ایک موزوں ریکارڈ کیپنگ کا نظام قائم ہونا چاہیئے۔ اسی طریقے سے موزوں رپورٹنگ کے نظام کو بھی ایک ایسا مسئلہ قرار دیا گیا جو قانونی امداد کی خدمات کے مجموعی معیار کے موزوں جائزے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے، لہذا ایک موزوں رپورٹنگ کے نظام کو بھی فروغ دینا چاہیئے۔

5- کلینیکل لیگل ایجوکیشن پروگرام ''سٹریٹ لاء'' اور ''لیگل کلینک'' دونوں ہی ماڈلز کو مقامی اور قریبی لاء کالجز میں عمل میں لایا جا سکتا ہے جس کی وجہ سے قانونی امداد کی خدمات اور عوامی آگاہی کی کوششوں میں مدد ملے گی۔ مذکورہ پروگرام انسانی حقوق اور قانونی امداد کے وکلاء کی اگلی نسل کی تیاری میں معاون ثابت ہوں گے۔ پاکستان بار کونسل کو تمام لاء سکولز میں کلینیکل لیگل ایجوکیشن کی لازمی تعلیم کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

6- وکلاء کی صلاحیت ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لیے ٹریننگ کی ضرورت کا جائزہ لگانا ضروری ہے۔ لہذا قانون کی ضروری تعلیم کو ملک بھر میں متعارف کروانا ہوگا جس کا مقصد نوجوان وکلاء کی تربیت اور ترقی ہونا چاہیے۔ نوجوان وکلاء کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک خاص عرصے کے لیے کسی سینئر وکیل کے ساتھ اپرینٹس شپس اختیار کریں۔ نوجوان وکلاء اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کو قانونی امداد اور قانونی آگہی پروگرام کی معاونت کے لیے حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

7- ڈسٹرکٹ لیگل ایمپاورمنٹ کمیٹیاں (DLEC) درست سمت میں ایک اہم قدم ہو سکتی ہیں اور ان کی کامیابی کا دارومدار موزوں طریقہ کاروں اور حقیقی مقاصد کے حصول پر مبنی ہو گا۔ اس طرح کا ماڈل اگر کامیاب ہو جائے تو وہ حکومت کی طرف سے قانونی امداد کے لیے طویل المیعاد فنڈنگ کے حصول میں معاون ثابت ہوگا۔ اس بات کی سفارش پیش کی جاتی ہے کہ ایک منظم قانونی امداد کا قانون اور قانونی امداد کی اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جائے اور اس بات کو بھی زیر غور رکھا جائے کہ ملک میں لوگوں کی موجودہ اور لوگوں کی مستقبل کی قانونی ضروریات کیا ہیں۔

9- اس بات کی سفارش پیش کی جاتی ہے کہ نوجوان ، رضا کار بالخصوص طالب علموں کے اشتراک سے قانونی امداد کی آگاہی کا ایسا پروگرام شروع کیا جائے جس کا مقصد قوانین اور حقوق کی تعلیم سے ہو۔

10- اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ ایک موثر قانونی امداد کا ریگولیٹری سسٹم قائم کیا جائے اور مرکز میں ایک مستقل کمیٹی اور نچلی سطحوں پر ذیلی کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ایک ایسے ادارے کی تشکیل بھی ضروری ہے جو قانونی امداد فراہم کرنے والے وکلاء کی کارکردگی کا جائزہ لے۔

11- قانونی امداد فراہم کرنے والے وکلاء کی فہرست کی تیاری کا موزوں طریقہ کار قائم ہونا چاہئیے۔ضلعی اور اعلیٰ عدالتوں دونوں سطحوں پر ایک فہرست قائم کی جائے تا کہ قانونی امداد کی خدمات کو جلد از جلد اور آسان رسائی کے قابل بنایا جا سکے۔ بار کونسلوں کو بھی مشہور وکلاء کی فہرست کرنی چاہئیے جس کا مقصد بالخصوص حساس مقدمات میں قانونی امداد فراہم کرنا ہو۔قانونی امداد دینے والے وکلا کی فہرست تیار کرتے وقت ان وکلاء کو اہمیت دینی چاہئیے جن کے پاس وکالت کا وسیع تجربہ ہو۔

12- تجربے کی معیاد کے لیے معیار طے ہونا چاہئیے جو کہ سول جج یا جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت کے لیے پانچ سال سے کم نہ ہو; ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے لیے سات سال اور ہائی کورٹ کے لیے دس سال سے کم نہ ہو۔نوجوان وکلاء کو قانونی امداد کی خدمات کی فراہمی کے لیے آگے آنے میں حوصلہ افزائی ملنی چاہئیے۔لیکن وہ یہ کام صرف سینئر وکلاء کی نگرانی میں کریں گے تا کہ معیار کی یقین دہانی کی جا سکے۔

13- استفادہ حاصل کرنے والوں کی اہلیت کے معیار کو خوب سوچ سمجھ کر وضع کرنا چاہئیے۔قانونی امداد سے استفادہ حاصل کرنے والا شخص وہی ہونا چاہئیے جو غربت کی سطح سے نیچے رہ رہا ہو اور مقدمات کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہ ہو۔ایسا شخص اپنی مالی حیثیت کا ثبوت اپنی آمدنی کے اعلامیے کے ذریعے حاصل کرے گا استفادہ حاصل کرنے والوں کی شناخت کے لیے ایک موزوں انکوائری کا طریقہ کار ہونا چاہئیے تاہم زکوۃ کی وصولی کی رسید اس اَمر کے تعین کے لیے درکار نہیں۔ڈسٹرکٹ اور تحصیل بار ایسوسی ایشن قانونی امداد سے استفادہ حاصل کرنے والوں کی تصدیق بھی کریں گی اور سفارشات بھی پیش کریں گی۔

14- معلومات اکٹھا کرنے اور ان کی تشہیر کا ایک نظام وضع ہونا چاہئیے ۔معلومات اکٹھا کرنے کے ایک موثر نظام اور آئی ٹی سپورٹ کا آغاز ہونا چاہئیے جو سب کے لیے قابل رسائی ہو۔ اس مقصد کے لیے سماجی رابطے کی ویب سائیٹ کا قیام ضروری ہے۔

حوالہ جات

1. International Covenant on Civil and Political Rights, adopted and opened for signature, ratification and accession by General Assembly resolution 2200A (XXI) of 16 December 1966 entry into force 23 March 1976, in accordance with Article 49. http://www.ohchr.org/en/professionalinterest/pages/ccpr.aspx.
2. Basic Principles on the Role of Lawyers, adopted by the Eighth United Nations Congress on the Prevention of Crime and the Treatment of Offenders, Havana, Cuba 27 August to 7 September 1990. http://www.ohchr.org/EN/ProfessionalInterest/Pages/RoleOfLawyers.aspx
3. Standard Minimum Rules for the Treatment of Prisoners, adopted by the First United Nations Congress on the Prevention of Crime and the Treatment of Offenders, held at Geneva in 1955, and approved by the Economic and Social Council by its resolutions 663 C (XXIV) of 31 July 1957 and 2076 (LXII) of 13 May 1977. http://www.ohchr.org/Documents/ProfessionalInterest/treatmentprisoners.pdf.
4. United Nations Rules for the Protection of Juveniles Deprived of their Liberty Adopted by General Assembly resolution 45/113 of 14 December 1990. http://www.unrol.org/files/TH007.PDF.
5. European Convention on Human Rights, 1953. http://www.echr.coe.int/Documents/Convention_ENG.pdf.
6. A Brief History of Legal Aid. Written by: Varun Pathak- fourth year student- Amity Law School, New Delhi. http://www.legalserviceindia.com/articles/laid.htm.
7. The Constitution of India, 1949 (Updated upto (Ninety-Eighth Amendment) Act, 2012).
8. Legal Service Authorities Act, 1987 (39 of1987). http://lawmin.nic.in/la/subord/nalsa.htm.
9. Ibid
10. Constitution of Sri Lanka, 1978. http://www.priu.gov.lk/Cons/1978Constitution/1978ConstitutionWithoutAmendments.pdf.
11. The Legal Aid Sector in Sri Lanka: Searching for Sustainable Solutions. A Mapping of Legal Aid Services in Sri Lanka, 2009. The Asia Foundation UNDP Equal Access to Justice Project UNHCR Ministry of Constitutional Affairs and National Integration Ministry of Justice and Law Reform https://asiafoundation.org/resources/pdfs/SriLankaLegalAid.pdf.
12. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973. http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1333523681_951.pdf
13. The District Legal Empowerment Committees (Constitution & Functions) Rules, 2011. http://www.ljcp.gov.pk/R_P/DLECs/index.html.
14. Ordinance no. XIV of 1979. Ordinance to establish a Law and Justice Commission of Pakistan. http://www.ljcp.gov.pk/Menu%20Items/Statutes/LJCP/ljcp-ordinance.htm.
15- District Legal Empowerment Committees (Constitution and Functions) Rules, 2011.
16- One-Day Workshop on: Mapping Existing Legal Aid Providers & Mechanisms held at Swat on 11th August 2012, organised by United Nations Development Programm (UNDP). The workshop was attended by Bar Councils, Bar Associations, Judiciary, Prosecution and Civil Society Organisations.
One-Day workshop Legal Aid Finding Sustainable Solutions held on 23rd June 2012 at Islamabad, organised by United Nations Development Programme (UNDP). The workshop was attended by Law and Justice Commission, Pakistan and Provincial Bar Councils, Bar Associations, Civil Society Organisations and judiciary.
Two-Day Consultative Workshop on District Legal Empowerment Committees Rules, 2011 held on 19-20 September 2012, organised by United Nations Development Programme (UNDP) in collaboration with the Peshawar High Court. The workshop was attended by the Law and Justice Commission of Pakistan, Provincial Bar Councils, Bar Associations, Civil Society Organisations (CSOs) and judiciary.
17- Pakistan Bar Council Free Legal Aid Committees Rules, 1999
18. Public Defenders & Free Legal Aid Ordinance, 2009
19. Destitute Litigant Fund Rules, 1974
20. One-Day Workshop on 'Legal Aid Finding Sustainable Solutions' held on 23rd June 2012 at Islamabad organised by United Nations Development Programme (UNDP). Representatives of the Law and Justice Commission of Pakistan and Provincial Bar Councils, Bar Associations, Civil Society Organizations and judiciary attended his workshop.
Two-Day Seminar on Article 10-A 'Right to Fair Trial' Constitution of Pakistan held on 25-26 September 2013 at Islamabad organised by United Nations Development Programme (UNDP) in collaboration with Pakistan Bar Council.
Two Days Workshop on 'Legal Aid: Devising Mechanism for Increased Access to Justice' held on 29-30 November 2013 at Lahore, organised by Pakistan Bar Council in collaboration with the United Nations Development Programme.
21. One-Day Workshop on 'Mapping Existing Legal Aid Providers & Mechanisms' held at Swat on 11th August 2012 organised by United Nations Development Programme (UNDP). Bar Councils, Bar Associations, Judiciary, Prosecution and Civil Society Organisations attended this workshop.
22. Two-Day Consultative Workshop on District Legal Empowerment Committees Rules, 2011 held on 19-20 September 2012, organised by United Nations Development Programme (UNDP) in collaboration with the Peshawar High Court. The workshop was attended by Law and Justice Commission, Pakistan and Provincial Bar Councils, Bar Associations, Civil Society Organizations and judiciary.
23. Two-Day Workshop on Legal Aid in Pakistan: the Next Steps held on 11-12 September 2015 at Lahore. The Workshop was organised by the United Nations Development Programme (UNDP) and Pakistan Bar Council.
24. Two-Day Workshop on Legal Aid and Access to Justice in Pakistan held on 18-19 August 2004 at Murree. The workshop was organized by United Nations Development Programme (UNDP) and Khyber Pakhtunkhwa Bar Council.
25. Legal Aid Declaration, 2013 passed at the end of a Two-Day Workshop on Legal Aid held in November 2013 at Lahore. This Workshop was organised by the Pakistan Bar Council and UNDP Pakistan.
26. Legal in Pakistan: A brief review of the functioning of the 'District Legal Empowerment Committees' in three districts of Khyber Pakhtunkhwa Province, April 2014 conducted by United Nations Development Programme (UNDP)

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس : پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان

لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان

ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org